اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ O اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

”دین کی ضروری باتیں“(part 04a)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01,02,03** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت(ability)ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنی عالم / سُنی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے(beleives) سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

184 ”بکری والے کی باتیں“

حضرت نافع رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھما کے ساتھ مدینے پاک کی ایک جگہ گیا، ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، گرمی بہت زیادہ تھی، سمجھو سورج آگ برسارہا تھا(the sun was blazing hot)۔ ہم نے ایک سائے کی جگہ(place of shadow) میں کھانے کا دستر خوان لگایا اور سب مل کر کھانا کھانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ہمارے قریب سے ایک بکریوں والا گزرا، حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھما نے اس سے فرمایا: آؤ! ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس نے جواب دیا: میرا روزہ ہے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اس سے فرمایا: تم اس سخت گرمی میں سارا دن جنگل میں بکریاں لے کر چلتے رہتے ہو، اتنا مشکل کام کرتے ہو اور پھر بھی نفلی روزہ رکھا ہوا ہے؟ تو کیا ایسی حالت(condition) میں نفلی روزہ رکھنا ضروری ہے؟ یہ سن کر وہ کہنے لگا: کیا (جنّت میں جانے کا) وقت آگیا جس کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا، ترجمہ(Translation): گزرے ہوئے دنوں میں جو تم نے آگے بھیجا اس کے بدلے میں خوشگواری (یعنی دل کی پسند) کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔ (پ۲۹، الحاقۃ: ۲۴)(ترجمہ کنز العرفان)

حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو اس کی باتیں اچھی لگیں تو کچھ یوں فرمایا: کیا تم ہمیں ایک بکری (goat) بیچو(sell out) کرو گے؟ ہم اسے ذبح کریں (یعنی اس کے گلے پر چھری پھیریں) گے اور تمہیں

بکری کے پیسے بھی دیں گے۔ اس نے کہا: حضور! یہ بکریاں میری نہیں ہیں بلکہ یہ میرے مالک(master) کی ہیں، میں تو غلام ہوں، میں انہیں کیسے بیچ سکتا ہوں؟ (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو شخص ملا وہ غلام کہلاتا ہے، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس کا امتحان لینے(check کرنے) کے لیے کچھ اس طرح فرمایا: یہ بھی تو ممکن(possible) تھا کہ تم اپنے مالک سے جھوٹ بول دیتے کہ بکری کو بھیڑیا(wolf) کھا گیا۔ یہ بات سن کر وہ یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ: میرا مالک مجھے نہیں دیکھ رہا لیکن میرا ربّ (یعنی اللہ کریم) تو مجھے دیکھ رہا ہے، میرا ربّ تو میرے ہر ہر کام کو جانتا ہے۔

حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہ اس نیک آدمی سے بہت خوش ہوئے اور اس کے مالک(master) کے پاس پہنچے اور اس نیک غلام(slave) کو خرید کر آزاد کر دیا(یعنی اب وہ غلام نہ رہا) اور ساری بکریاں بھی اس کے مالک سے خرید کر اس غلام کو تحفے(gifts) میں دے دیں۔ (عیون الحکایات، ج۱، ص۱۵۷، بتغیر)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ اپنی دنیا کی زندگی میں آخرت کے لیے نیکیاں جمع کریں تا کہ اللہ کریم ہم سے راضی اور خوش ہو جائے اور جس نیکی میں جتنی مشکل ہو اس کا ثواب بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے، **دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ** ہم کوئی بھی کام کریں جسے کوئی نہ بھی دیکھ رہا ہو مگر ہمیں پیدا کرنے والا ہمارا پیارا اللہ، ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے، وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اور ہم سب کے ہر ہر کام کو جانتا ہے۔ ہمیں ایک دن مرنا پڑے گا اور اللہ کریم کو حساب دینا ہوگا، ہمیشہ رہنے والا، صرف اللہ کریم ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

---

185 "نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا"

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب اسلام کی دعوت دیتے تو عرب شریف کے غیر مسلم ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اللہ کریم کے بارے میں طرح طرح(different kinds) کے سوالات کرتے، ان غیر مسلموں کے جواب میں اللہ کریم نے سورت اخلاص(قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) اتاری اور ان تمام باتوں کا جواب دے دیا۔ (سورۃ الاخلاص، خزائن العرفان ملخصاً)

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

(ترجمہ Translation:)تم فرماؤ:وہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز (یعنی اسے کسی کی ضرورت نہیں) ہے۔نہ اس نے کسی کو جنم دیا(یعنی اس کی کوئی اولاد نہیں)اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا (یعنی اس کے لیے والدین (parents) بھی نہیں)۔ اور کوئی اس کے برابر نہیں۔(پ ۳۰،سورۃ الاخلاص)(ترجمہ کنزالعرفان)

اس روایت اور قرآنی سورت سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ اللہ کریم کی شان بہت بہت بہت بڑی ہے، ہم اپنی عقل سے اللہ کریم کو پہچان نہیں سکتے۔ وہ سمت(direction) سے، جگہ (place)سے، شکل و صورت (shape) سے اور اس طرح کی ہر برائی سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑی شان والا ہے کہ اُس جیسا کوئی بھی نہیں ہے اور کوئی اُس جیسا ہو بھی نہیں سکتا۔ ہم اس کے بندے ہیں، اس پر ایمان (believe)رکھتے ہیں، وہ رحم کرنے والا، کرم فرمانے والا، عطاء کرنے والا (یعنی دینے والا)، معاف کرنے والا مہربان ہے۔

---

186 "اللہ کریم کا کوئی شریک نہیں"

{1} اللہ کریم ہمیشہ سے ہے، یعنی جب کچھ بھی نہیں تھا تب بھی اللہ کریم تھا اور اللہ کریم ہمیشہ رہے گا، یعنی جب سب کو موت آجائے گی تب بھی اللہ کریم ہو گا۔ اللہ کریم کے علاوہ (other) کسی اور کو ہمیشہ سے ہمیشہ سمجھنا "شِرک" ہے {2} اسی طرح اللہ کریم کے علاوہ (other) کسی اور کو دنیا یا کائنات (universe) کو پیدا کرنے والا ماننا بھی "شِرک" ہے {3} اسی طرح اللہ کریم کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (partner ماننا) مثلاً یہ کہنا کہ اللہ کریم نے فلاں کے ساتھ مل کر دنیا پیدا فرمائی ہے، یہ بھی "شِرک" ہے {4} اسی طرح اللہ کریم کے علاوہ (except) کسی کو ایسا سمجھنا کہ جس کی عبادت کی جاسکے (یعنی اس کی بھی عبادت ہو سکتی ہے، یہ سمجھنا یا کہنا) بھی "شِرک" ہے {5} اسی طرح کسی کو اللہ کریم کی طرح قدرت یا طاقت یا علم رکھنے والا سمجھنا یا اللہ کریم جیسا سمجھنا بھی "شِرک" ہے۔

نوٹ: اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی لیکن فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ کیا تھا، تو وہ سجدہ تعظیم(respect) کے لیے تھا اور اس کا حکم خود اللہ کریم نے فرمایا تھا۔ پہلی اُمتوں (nations) کو اس کی اجازت تھی مگر ہمیں اس کی اجازت نہیں، اب جو سجدۂ تعظیمی کرے گا (یعنی اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی کی عزّت کرنے کے لیے اس کے سامنے جھکے گا اور اپنا سر زمین پر رکھے گا تو) سخت گناہ گار ہو گا۔ **یاد رہے!** شرک ہر اُمّت کے لیے شرک ہی ہے، پہلی اُمتوں کے لیے بھی اور آج بھی اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی کو سجدۂ عبادت کرنے والا "کافر" ہو جائے گا۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۶ ماخوذاً)

شِرک کی مثالیں:

{1} بُتوں کو خدا، یا چھوٹا خدا، یا خدا کا مدد گار(helpful) سمجھنا {2} رُوح کو ہمیشہ سے ہمیشہ زندہ رہنے والی سمجھنا {3} اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی اور کو خدا سمجھ کر سجدہ کرنا وغیرہ۔ اسی طرح {4} کسی کے لیے یہ سمجھنا کہ جیسا علم اللہ کو ہے، ایسا ہی فلاں (یعنی کسی اور) کو بھی ہے یا {5} جیسے اللہ کریم مدد فرماتا ہے، ویسے ہی فلاں مدد کر سکتا ہے، یہ بھی "شِرک" ہے۔ **یاد رہے!** اگر کوئی اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی سے مدد مانگے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ کریم نے انہیں طاقت دی ہے، یہ مدد کر سکتے ہیں تو یہ "شِرک" نہیں۔ **لیکن یہ بھی یاد رہے کہ** کوئی بھی اللہ کریم جیسی مدد نہیں کر سکتا کہ اللہ کریم کے علاوہ(other) جو مدد کرے گا، وہ اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے ہی کر سکتا ہے مگر اللہ کریم وہ ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیا اور اسے کسی کی ضرورت بھی نہیں، وہ خود مدد کرنے والا ہے۔

---

187 "بادشاہ کی قبر"

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک جگہ پہنچے، وہاں ایک قبر تھی، جسے دیکھ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رونے لگے۔ مَیں نے پوچھا: حضور! یہ کس کی

قبر ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حمید بن جابر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) کی قبر ہے جو کہ ان تمام شہروں کے حاکم (ruler) تھے، پہلے یہ غلط کام کرتے تھے، پھر اللہ پاک نے انہیں ہدایت عطا فرمائی (تو یہ نیک آدمی بن گئے)۔

مجھے کسی نے بتایا کہ ایک رات یہ گناہوں بھرے کام کر رہے تھے، جب کافی رات گزر گئی تو اپنی اہلیہ (wife) کے پاس جا کر سو گئے۔ اسی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے ان کے سامنے کھڑا ہے، انہوں نے اس سے وہ کتاب لی اور اسے کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: باقی رہنے والی چیزوں پر ختم ہونے والی چیزوں کو اہمیت (preference) نہ دے۔ اپنی بادشاہی (kingship)، اپنی طاقت، اپنے خادم اور اپنی خواہشات (desires) سے ہر گز دھوکا نہ کھا (یعنی یہ مت سمجھ کہ یہ سب کچھ ہمیشہ رہے گا)، اور اپنے آپ کو دنیا میں طاقتور (powerful) نہ سمجھ، اصل قدرت و طاقت تو اللہ کریم کے لیے ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اصل بادشاہی تو وہ ہے کہ جو کبھی ختم نہ ہو، حقیقی خوشی تو وہ ہے جو کھیل کود کے بغیر ملے لہٰذا اپنے ربّ کے حکم پر جلدی سے عمل کر۔ بے شک اللہ کریم فرماتا ہے (ترجمہ۔ Translation:) اور دوڑو اپنے ربّ کی بخشش (یعنی معافی) اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان (width) میں سب آسمان و زمین آجائیں پرہیز گاروں (یعنی نیک لوگوں) کے لئے تیار رکھی ہے۔ (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۳) (ترجمہ کنزالایمان)

حضرت ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر اُس بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بہت ڈرا ہوا تھا، خود سے کہنے لگا: یہ (خواب) اللہ کریم کی طرف سے میرے لئے ہے۔ یہ کہہ کر فوراً اپنی بادشاہت (kingship) چھوڑ دی اور اپنے ملک (kingdom) سے نکل کر ایسی جگہ آگئے کہ جہاں کوئی انہیں پہچان نہ سکے، اور انہوں نے ایک پہاڑ پر اللہ پاک کی عبادت کرنا شروع کر دی۔

حضرت ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ یہ بھی فرماتے ہیں: جب مجھے ان کے بارے میں پتا چلا تو میں ان کے پاس آیا، پھر ان کے انتقال تک میں ملاقات کے لئے ان کے پاس آتا رہا، اب ان کا انتقال ہو گیا اور اسی جگہ انہیں

دفن(buried) کر دیا گیا، یہ انہی کی قبر ہے۔(عیون الحکایات ح۱،ص۷۹ ملخصاً)

اس واقعے(incident) سے معلوم ہوا کہ دنیا کی سب دولت اور طاقت کی کوئی اہمیّت(importance) نہیں، صرف اللہ کریم ہی باقی (یعنی ہمیشہ) رہنے والا ہے اور وہی سب زمین آسمان کا حقیقی باشاہ(real king) ہے، دنیا کے بادشاہوں نے مر جانا ہے ہزاروں(thousands) آئے سب مر گئے اور جو ہیں یا آئیں گے، وہ سب بھی مر جائیں گئے۔ لیکن ہمارا ربّ وہ ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔ وہ اللہ کریم ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بادشاہی اور حکومت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے حق اور سچ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ہمیں اللہ کریم کے حکم کو مانتے ہوئے، عبادت میں زندگی گزارنی چاہیے۔

---

188 "جانور کے ذریعے مدد"

حضرت ابو حمزہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حج سے واپس آتے ہوئے میں ایک کنوئیں (well) میں گر گیا، سوچا کہ کسی کو مدد کے لیے بُلاؤں مگر پھر خود سے کہا کہ اللہ کی قسم کسی کو نہیں بلاؤں گا، اتنے میں دو آدمی کنوئیں پر آئے ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ اس کنوئیں کو اوپر سے بند کر دیں تا کہ کوئی اس میں گر نہ جائے، تو وہ چٹائی وغیرہ لائے اور کنوئیں کا منہ بند کرنے لگے، میرے دل میں خیال آیا کہ چیخ کر بولوں میں کنوئیں میں ہوں مجھے نکالو مگر پھر سوچا کیا میں اللہ کریم کو چھوڑ کر ان دونوں سے مدد لوں حالانکہ (although) اللہ کریم اپنے علم، طاقت اور قدرت(power) کے مطابق میری گلے کی رگ(jugular vein) سے بھی زیادہ قریب ہے چنانچہ (so) میں چپ رہا۔ وہ دونوں کنوئیں کو بند کر کے چلے گئے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ کنواں کھلا اور کسی نے اپنا پاؤں نیچے لٹکا کر کہا: میرا پاؤں پکڑ لو، میں نے پاؤں پکڑا، اس نے کھینچ کر مجھے باہر نکالا، دیکھا تو سامنے ایک خطرناک جانور(dangerous animals) تھا، اس نے مجھے وہیں چھوڑا اور چلا گیا۔ اتنے میں کہیں سے آواز آئی: اے ابو حمزہ! کیا یہ خوب بات نہیں کہ میں نے تجھے اسی درندے (beast) کے ذریعے بچالیا جو تیرا دشمن ہے۔(عجیب وغریب واقعات، ص:۲۹۱ بحوالہ نوادر قلیوبی)

اس واقعے(incident)سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ اللہ کریم پر بندے کو مکمل یقین (believe)رکھنا چاہیے۔زندگی اور موت کا مالک وہی ہے،اس کے کاموں کی حکمتیں(wisdom)ہم سمجھ نہیں سکتے۔درندہ(beast)انسان کا دشمن ہے،انسان کو جان سے مار(kills کر)دیتا ہے مگر اللہ کریم کی شان دیکھئے کہ اُس نے اِس خطرناک جانور ہی کو مدد کے لیے بھیج دیا۔یہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اللہ کریم پر مکمل یقین (believe)رکھنے والے تھے،اس لیے ان کی اس طرح مدد کی گئی۔**یادرہے کہ** اگر کوئی مصیبت میں کسی انسان سے مدد لے لے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ کوئی ہمارے کہنے پر ہمارا مسئلہ حل کرے یا کوئی خود(اپنی طرف سے)ہماری مُصیبت دور کردے تو اصل میں یہ ساری مدد اللہ کریم کی طرف سے ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ نہ چاہے توساری مخلوق(creatures)مل کر ایک پتّہ(leaf)بھی نہیں ہلا سکتی اور اللہ کریم سب کچھ کر سکتا ہے۔

---

189 "اللہ کریم کے علاوہ(other)کسی کے لیے اختیار(یعنی طاقت)ماننا"

اللہ کریم جسے چاہتا ہے،اختیار(یعنی طاقت)دیتا ہے:

{1}اللہ کریم کے نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور ولیوں(رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کے لیے علم، اِختیار(یعنی طاقت) وغیرہ ماننا"شِرک" نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ نہ ہی خدا ہیں اور نہ ہی عبادت کے لائق ہیں(یعنی ان کی عبادت نہیں کی جاسکتی،عبادت توصرف اور صرف اللہ کریم ہی کی ہوتی ہے)۔

{2}اَنْبِیَائے کرام(عَلَیْہِمُ السَّلَام)اور اَوْلِیَائے کرام(رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہِمْ)کے پاس جتنی بھی خوبیاں(یعنی اچھائیاں)ہیں وہ اِن کی اپنی نہیں ہیں بلکہ اللہ کریم کی طرف سے دی گئی ہیں۔جبکہ "شِرک" وہاں ہوتا ہے جہاں کسی کا علم، اختیار(یعنی طاقت)اور کمال(یعنی اچھائی)اُس کا ذاتی(یعنی اپنا)مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ اللہ کریم کی طرف سے نہیں ہے،خود ان کا اپنا ہے(تو شرک ہو گا،مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام)اور ولیوں(رَحْمَۃُاللہِ

عَلَیْہِمْ)کاعلم اور طاقت، اللہ کریم کی طرف سے ہے)۔

{3}یہ بھی ذِہن میں رہے کہ اللہ کریم اپنے بندوں کو علم، قدرت، اختیارات (یعنی طاقت) اور عقل کو حیران(surprise) کر دینے والے معجزے[1](مثلاً دریا میں راستہ نکال دینا)اور کرامتیں[2](مثلاً بہت دور سے ایکsecound میں تخت (throne)لے آنا) عطا فرماتا ہے، اور اس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں کہ نبیعَلَیْہِ السَّلَام کے معجزے سے لوگوں کواُن کا"نبی" ہونا پتا چلتاہے اور لوگ "ایمان(believe)" لے آتے ہیں جبکہ "ولی" سے ہونے والی "کرامت" کے ذریعے لوگ "ولی" کے قریب آئیں گے تو اسلام کی تعلیمات(teachings) پر عمل کرنے لگ جائیں گے، لیکن یہ چیزیں ملنے کے بعد بھی، کوئی شخص خدا یا عبادت کے لائق نہیں بن جاتا۔

{4}مسلمان اللہ کریم کے علاوہ(except) کسی اور کو خدا یا ایسا کہ جس کی عبادت کی جاسکتی ہو یا اللہ کریم کے دیئے بغیر علم، قدرت، طاقت اور کمال رکھنے والا نہیں سمجھتے، اسی طرح نبیوں(عَلَیْہِمُ السَّلَام)اور ولیوں (رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِمْ) کے لیے علم، اِختیار(طاقت) وغیرہ ماننا"شِرک"ہو ہی نہیں سکتا۔(ماخوذ از الحق المبین، ص۴۱ تا ۴۳)

{5} اللہ کریم اگر چاہے گا تو کیسا ہی گنہگار شخص ہو اُسے بخش دے(یعنی معاف فرمائے) گا، لیکن کسی کافر اور "مُشرِک"(یعنی "شِرک" کرنے والے) کی کبھی مغفرت نہیں فرمائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کافروں کو جہنّم میں رہنا ہو گا، کیونکہ اللہ کریم نے فرمایاہے(ترجمہ Translation:) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔(پ۵، سورۃ النساء، آیت۸)(ترجمہ کنزالایمان) تو جو کفر پر مرا وہ کبھی بھی جنّت میں نہ جائے گا، ہمیشہ جہنّم میں رہے گا۔ اللہ کریم سچّا مالِک ہے، اُس کی باتوں میں تبدیلی(change) نہیں آتی اور وہ ظلم سے پاک

---

(1)**"معجزے"** کی تفصیل(detail)، **Topic number:207** میں دیکھیں۔

(2)**"کرامت"** کی تفصیل(detail)، **" دین کی ضروری باتیں" part : 2 ، Topic number:93** میں دیکھیں۔

ہے۔ وہ کَرَم کرنے والا ربّ ہے اور جو اُس پاک ربّ کا شریک (partner) مانے، وہ اللہ کریم کی شان میں کمی کرنے والا ہے، اُس کی یہی سزا (punishment) ہونی چاہئے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہے۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۱۸ ماخوذاً)

{6} اللہ کریم کی عطاء سے اگر کوئی نبیوں (عَلَيْهِمُ السَّلَام) اور ولیوں (رَحْمَةُاللهِ عَلَيْهِمْ) کے لئے علم اور اِختیار (یعنی طاقت) وغیرہ ماننے کو "شِرک" کہے تو اُس سے دور رہیں۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم، مقدمۃ، ص۹، حدیث:۷)

---

190 "قرآنِ مجید کی پہلی آیات"

ایک دن پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مکّے پاک کے ایک غار (cave) جس کا نام "حراء" تھا کے اندر عبادت فرمارہے تھے کہ اچانک (suddenly) غار میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس ایک فرشتہ حاضر ہوا۔ (یہ حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام تھے جو ہمیشہ اللہ کریم کا پیغام، رسولوں عَلَيْهِمُ السَّلَام تک لے کر حاضر ہوتے تھے) کہنے لگے: پڑھیے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتے نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو پکڑا اور آپ سے گرم جوشی کے ساتھ گلے ملے (یعنی زور سے سینے (chest) سے سینہ ملایا) پھر چھوڑ کر کہا کہ: پڑھیے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے پھر فرمایا کہ: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتے نے دوسری مرتبہ (second time) ایسا ہی کیا اور چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ نے پھر وہی فرمایا کہ: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ (third time) پھر فرشتہ نے آپ کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور کہا (ترجمہ (Translation)): اپنے ربّ کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے (یعنی ٹکڑے (blood clot)) سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا ربّ ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ (پ۳۰، العلق:۱۔۵) (ترجمہ کنز العرفان)

یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوئی۔ ان آیتوں کو یاد کر کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر تشریف لائے۔ اس واقعے (incident) سے آپ کی ایک کیفیت (condition) بن گئی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گھر والوں سے فرمایا: کہ مجھے چادر پہنادو۔ جب کچھ سکون ہوا تو آپ نے حضرت بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا سے غار میں ہونے والا واقعہ (incident) بتایا اور کچھ بات کہی۔ وہ بات سن کر حضرت بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے کہا کہ نہیں، ہر گز نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ کریم کبھی بھی آپ کو رسوا (disgraced) نہیں کریگا۔ آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ بھی اٹھاتے (یعنی دوسروں کے کام بھی کرتے) ہیں۔ خود کما کما کر غریبوں اور ضرورت مندوں (needy people) کو دیتے ہیں۔ مسافروں کی مہمان نوازی (hospitality) کرتے (یعنی انہیں کھانے پینے کو دیتے) ہیں اور حق و انصاف کی وجہ سے سب کی مصیبتوں اور مشکلوں میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے چچازاد بھائی (cousin) "وَرَقَہ بن نَوفَل" کے پاس لے گئیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غارِ حراء کا پورا واقعہ بتایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے: کاش! میں اُس وقت جوان ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو (آپ کے شہر سے) نکال دے گی۔

(پ۲۹، المدثر:۱۔۵ و صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب۳، الحدیث:۳، ۴، ج۱، ص۷)

اس واقعے (incident) سے یہ پتا چلا کہ سب سے پہلے قرآنِ پاک کی آیتیں غارِ حرا میں اتاری گئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کریم کو ماننے والے اعلانِ نبوت (یعنی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنے "نبی" ہونے کا اعلان (announcement) کرنے) سے پہلے بھی اس بات کی خواہش (desire) رکھتے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب اپنے "نبی" ہونے کا اعلان فرمائیں تو ہم بھی اس وقت زندہ ہوں اور آپ پر ایمان لائیں۔

191 ”قرآن پاک کا کوئی مثل نہیں“

ایک دن وَلید بن مُغِیرَہ نے قبیلہ (tribe) قریش کے لوگوں سے کہا کہ حج کے دن آنے والے ہیں جب عرب کے مختلف قبیلوں (different tribes) کے لوگ آئیں گے تو وہ اپنے آپ کو "نبی" کہنے والے شخص (یعنی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بارے میں پوچھیں گے تم سب لوگ ان کے بارے میں ایک ہی بات کہنا کہیں ایسا نہ ہو تم ان کے بارے میں الگ الگ باتیں کہو اور لوگ سمجھ جائیں کہ ہم جھوٹ بول کر لوگوں کو ان سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر قریش کے لوگوں نے مختلف (different) باتیں کیں کہ ہم لوگوں کو کہیں گے کہ وہ (یعنی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَعَاذَاللّٰہ! (یعنی اللہ کریم کی پناہ)) کاہن (یعنی جنّوں وغیرہ سے خبریں معلوم کرنے والا) ہیں، کچھ نے کہا ہم کہیں گے کہ وہ دیوانے ہیں (مَعَاذَاللّٰہ یعنی اللہ کریم کی پناہ)، کچھ نے شاعر (poet) اور کچھ نے کہا کہ ہم لوگوں کو کہیں گے کہ وہ جادوگر (magician,) ہیں۔ ولید سب کی باتیں سنتا رہا اور آخر میں ولید نے کہا:

اللہ کی قسم! ان کی باتوں میں بہت مٹھاس ہے۔ جو تم نے کہا ہے، ان میں سے جو بات ہم کہیں گے تو لوگ ضرور پہچان لی جائے گی کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو کہنا کہ وہ ایسا کلام (کتاب وغیرہ) لایا ہے جو جادو (magic) ہے۔ اس کلام سے وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، میاں بیوی میں، رشتہ داروں میں دوری ڈال دیتا ہے۔

ایک دن نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں اکیلے (alone) بیٹھے ہوئے تھے۔ قریش نے اپنے سردار (chief) عُتْبَہ کو آپ کے پاس بھیجا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت سی باتیں کیں تو جواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سورۂ حم السجدہ کی شروع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ عتبہ نے قریش سے جا کر کہا:

”اللہ کی قسم! میں نے ابھی (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جو) کلام سنا ہے، اس جیسا کلام کبھی نہیں سنا

اللہ کی قسم! وہ شعر (poem) نہیں، نہ جادو ہے، نہ کہانت (یعنی جنّوں کی بتائی ہوئی باتیں)۔ اے قریش کے لوگو! میری بات مانو: یہ شخص جو کرتا ہے اسے کرنے دو۔ اور اس سے الگ ہو جاؤ"۔ قریش یہ سن کر کہنے لگے کہ اس نے تو اپنی زبان سے تجھ پر بھی جادو کر دیا۔ عتبہ نے جواب دیا کہ: میرا یہی مشورہ ہے، باقی تمہاری مرضی۔
(سیرتِ مُصطفیٰ ص۱۳۸۷، مُلخصاً)

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ عربی زبان پر مہارت رکھنے والے (expert) لوگ قرآن پاک سن کر سمجھ جاتے تھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ یہ اللہ کریم کا کلام ہے۔ **دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** مکّے کے غیر مسلم، دوسروں کو اسلام سے دور رکھنے کے لیے انہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دور رکھتے تھے۔ کیونکہ جو لوگ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قرآن پاک سُن لیتے تو وہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ کلام کسی بندے کا نہیں بلکہ اللہ کریم کا کلام ہے اور وہ مسلمان ہو جاتے تھے۔

---

192 "قرآنِ مجید"

{1} قرآن شریف پر اس طرح ایمان رکھنا فرض ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ اللہ کریم کی طرف سے ہے اور سب کا سب حَق (اور سچ) ہے (صراط الجنان، ج۱، ص۶۸، مُلخصاً) **{2}** یہ اللہ کریم کی آخری آسمانی کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل فرمائی (پ۱۶، طٰہٰ:۲ماخوذاً) **{3}** **مکمل** قرآنِ کریم ایک ساتھ، "شبِ قدر"[3] میں **"لوحِ محفوظ"** سے آسمان کی طرف اتارا گیا (تفسیر خازن، ج۱، ص۱۲۱، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۵)۔ "لوحِ محفوظ"، "عرش"[4] کی سیدھی طرف، سفید موتی (white pearl) سے بنا ہوا ہے۔ اس میں تمام مخلوق

---

(3) **"شبِ قدر"** کی معلومات جاننے کے لیے **دین کے مسائل** part 02 میں **Topic number:94** دیکھیں۔

(4) **"عرش"** کی تفصیل (detail)، **Topic number:225** میں پڑھیں۔

(creatures)کے سب معمولات مثلاً موت،رزق(روزی وغیرہ)،اعمال (نیکی اور برائی وغیرہ)اور فیصلوں (decisions)کا بیان ہے(تفسیر قرطبی ،ج۱۰،ص۲۱۰، مع حِلیۃ الاولیاء ،ج۴،ص۳۳۸،رقم ۵۷۶۷،ماخوذاً) **{4}** آسمان سے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام تقریباً تیئیس(23) سال کے عرصے(period) میں قرآنِ پاک کی کچھ کچھ آیتیں لے کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آتے رہے **{5}** قرآن پاک کی موجودہ ترتیب(sequence) وہی ہے جو لوحِ محفوظ پر ہے(تفسیر نعیمی،ج۱،ص۲۱،ملخصًا) **{6}** قرآن پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں وہ صرف نبیوں کو زبانی یاد ہوتی تھیں، لیکن یہ قرآن کریم کا معجزہ(یعنی عقل کو حیران(surprise) کر دینے والی بات) ہے کہ مسلمانوں کا بچّہ بچّہ قرآنِ کریم زبانی یاد کرلیتا ہے **{7}** قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے مگر اس کا علم، اللہ کریم نے جسے جتنا چاہا، اُسے اُتنا عطا فرمایا **{8}** قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ(responsibility) خود اللہ کریم نے لے رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں کسی حرف یا نقطے کی کمی کرنا یا زیادہ کرنا ممکن(possible) ہی نہیں **{9}** قرآن کریم جیسا کوئی کلام، اس کی سورت جیسی کوئی ایک سورت، یا اس کی آیت جیسی کوئی ایک آیت بھی بنالینا ممکن نہیں، اِس سے صاف صاف پتا چلتا ہے کہ یہ سارے کا سارا کلام، اللہ کریم کا کلام ہے **{10}** قرآن پاک جیسا کلام بلکہ اس جیسی ایک آیت بھی تمام **جِنّات اور اِنسان** مل کر بھی نہیں بنا سکتے اور نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی(change) کر سکتے ہیں، جو کوئی قرآن میں سے کمی یا زیادہ ہونے کا عقیدہ(belief) رکھے تو کافر ہے۔(بہار شریعت،ج۱،ص۲۸تا۵۸،ح۱،ہمارا سلام، ص۴۸تا۵۴،ماخوذاً) **{11}** قرآن پاک کو ناقص(یعنی نامکمل) کہنا یا قرآنِ پاک کو ناقص سمجھنا کفر ہے اور یہ قرآنِ پاک کا انکار(denial) بھی ہے(بہار شریعت،ج۱،ص۲۱۲،ماخوذاً)

---

193 ”رونے والا ستون(pillar)“

(مدینے پاک کی)مسجد نبوی میں پہلے منبر(muslim pulpit یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں،وہ) نہیں تھا، کھجور کے درخت(palm trees) کا ایک

ستون(pillar) تھا، اُس پر ٹیک لگا کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خطبہ دیا کرتے (یعنی بیان کرتے) تھے۔ جب ایک صحابیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے ایک منبر (muslim pulpit) بنا کر مسجد میں رکھ دیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا، اس پر ستون (pillar) سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی، ستون اتنی زور زور سے رونے لگا کہ ایسا لگتا تھا وہ پھٹ جائے گا اور اس رونے کی آواز کو مسجد کے نمازیوں نے اپنے کانوں سے سنا۔ ستون کے رونے کی یہ آواز سن کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر سے نیچے آگئے اور ستون پر محبّت سے اپنا پیارا ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیا تو اُس ستون نے اِس طرح آہستہ آہستہ رونا کم کیا جس طرح رونے والے بچوں کو چپ کرایا جاتا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یہ ستون اس وجہ سے رو رہا تھا کہ یہ پہلے اللہ کریم کا ذکر سنتا تھا اور اب (نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری آواز میں اللہ کریم کا ذکر) نہ سنا تو رونے لگا (بخاری، ج۲، ص۴۹۶، حدیث:۳۵۸۴، سیرت مصطفیٰ، ص۷۷۸ مُلخصاً)۔ پھر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُس سے فرمایا! اگر تم چاہو تو تمھیں پھر اُسی باغ میں لگا دیا جائے جہاں تم تھے اور تم پہلے کی طرح پھل دو اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں جنّت کا ایک درخت بنا دیا جائے تا کہ جنّت میں اللہ کریم کے نیک بندے تمہارا پھل کھاتے رہیں۔ یہ سن کر ستون نے اتنی زور سے جواب دیا کہ سب لوگوں نے بھی سن لیا، کہا یَارَسُوْلَ اللہ! (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) میں چاہتا ہوں کہ میں جنّت کا ایک درخت بنا دیا جاؤں تا کہ اللہ کریم کے نیک بندے میرا پھل کھاتے رہیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں نے تیری بات مان لی (یعنی تمھیں جنّت کا درخت بنا دیا)۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ! دیکھو اِس ستون نے ختم ہونے والی دنیا کو چھوڑ کر باقی رہنے والی زندگی (یعنی جنّت) کو لے لیا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱، ص۳۰۴، ۳۰۵، سیرت مصطفیٰ، ص۷۷۹ تا ۷۸۰ مُلخصاً)

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ بے جان چیزیں (non-living objects) بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے محبت کرتی ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے دور ہونا پسند نہیں کرتیں۔ آج بھی عاشقانِ رسول مدینے پاک سے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وجہ سے محبّت کرتے اور چاہتے ہیں کہ بار بار مدینہ پاک حاضر ہوں اور مدینے

پاک سے واپسی پر رو رہے ہوتے ہیں۔

194(a) "ایک رات میں کیا کیا ہوا؟"

اللہ کریم کی طرف سے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملنے والے انعامات (rewards) میں سے ایک خاص انعام (special reward) معراج ہے۔ ایک رات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس گھر میں سو رہے تھے وہاں کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کچھ فرشتوں کے ساتھ آئے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مسجد حرام (یعنی جس مسجد میں کعبہ شریف ہے) میں لے گئے، وہاں آپ کے سینہ مبارک (chest) کو شق (یعنی کاٹا split) کیا گیا اور آپ کے مبارک دل کو نکال کر آبِ زمزم شریف سے دھویا گیا پھر ایمان اور حکمت سے بھر کر دل سینے میں واپس رکھ کر آپ کے سینے (chest) کو پہلے کی طرح کر دیا گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم براق (یعنی گھوڑے جیسے تیز رفتاری (fastest speed) والے جانور) پر سوار ہو کر "بیتُ المقدس" تشریف لائے ("بیتُ المقدس" ملک "فلسطین" میں بنی ہوئی "مسجِدِ اقصیٰ" ہے، شروع میں مسلمان اس کی طرف منہ کر کہ نماز پڑھتے تھے)۔ مکّہ پاک سے اس مسجد جانے کے لیے تقریباً پندرہ (15) دن کا سفر ہوتا تھا مگر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھوڑی دیر میں پہنچ گئے کیونکہ آپ کی سواری ایسی تیز رفتار (fastest speed) تھی کہ جہاں براق کی آخری نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ بیتُ المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس جگہ باندھ دیا جس جگہ اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی اپنی سواریوں (یعنی جانور وغیرہ) کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام اَنْبِیائے کرام اور رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کو جو وہاں موجود تھے دو (2) رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۱۱۲ ملخصا)

پھر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ساتھ لے کر آسمان کی طرف چلے۔ پہلے (1^{st}) آسمان میں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے، دوسرے (2^{nd}) آسمان میں حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت عیسیٰ

عَلَيْهِ السَّلَام سے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ باتیں بھی ہوئی۔ تیسرے (3^{rd}) آسمان میں حضرت یوسف عَلَيْهِ السَّلَام ، چوتھے (4^{th}) آسمان میں حضرت ادریس عَلَيْهِ السَّلَام اور پانچویں (5^{th}) آسمان میں حضرت ہارون عَلَيْهِ السَّلَام اور چھٹے (6^{th}) آسمان میں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام ملے اور ساتویں (7^{th}) آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات میں ہر نبی عَلَيْهِ السَّلَام نے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو "خوش آمدید! (یعنی welcome) اے نیک نبی" کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جنّت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی پر پہنچے (یہ آسمانی دنیا کا آخری کونا (end) ہے)۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام یہ کہہ کر رُک گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں جا سکتا۔ پھر عرش پر پہنچنے کے لیے آپ نے اکیلے (alone) سفر کیا۔ معراج کی رات آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ کریم کا دیدار کیا (یعنی اللہ کریم کو دیکھا) اور بغیر کسی واسطہ کے (یعنی فرشتے وغیرہ کے بغیر) اللہ کریم کا کلام سنا۔

(بہار شریعت ج۱، ص۷۶ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا اللہ کریم کی بارگاہ میں ایسا بڑا مقام اور مرتبہ (rank) ہے جیسا کسی مخلوق (creatures) کا نہیں، ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اللہ کریم نے وہ انعامات (rewards) دیے ہیں کہ جو کسی نبی عَلَيْهِ السَّلَام تک کو نہیں دیے، جیسا کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو رات کے کچھ حصّے میں بیتُ المقدس ساتوں آسمان، عرشِ الٰہی، جنّت کی سیر کرائی اور بہت سی نشانیاں (signs) آپ کو دکھائیں۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ کریم نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اپنا دیدار (sight) خود بلا کر کرایا جس کے لیے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام اللہ کریم کی بارگاہ میں گزارش (یعنی عرض) کرتے رہے لیکن حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو اللہ کریم کا دیدار نہیں ہوا۔ زندگی میں اللہ کریم کا جاگتے ہوئے

دیدار صرف ہمارے آخری نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہوا اور قیامت تک کسی کو نہیں ہو سکتا۔ہاں!جنّت میں جانے کے بعد سب جنّتیوں کو ہو گا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تمام اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلاَم میں ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سب سے بڑا مرتبہ (rank) ہے کہ معراج کی رات بیتُ المقدس میں آپ نے اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلاَم کی امامت فرمائی۔

---

194 (b) "اس رات میں اور کیا ہوا؟"

اس رات اللہ کریم نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بے شمار انعامات (rewards) دیے، جن میں تین (3) خاص انعامات وہ دیئے گئے جن کی عظمتوں (اور اہمیّت (importance)) کو اللہ کریم اور رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ (other) کوئی اور (صحیح طرح) نہیں جانتا: (۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (۲) یہ خوشخبری (good news) کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت کا ہر وہ شخص جس نے شرک[5] نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا (یعنی بالآخر جنّت میں چلا جائے گا)۔ (۳) اُمّت پر پچاس (50) وقت کی نماز۔ (اللہ ولوں کی باتیں ج۵، ص۳۴۴ملخصاً)

جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم کی طرف سے دیئے گئے تحفے (gifts) لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلاَم نے آپ سے عرض کیا: کہ آپ کی اُمّت پچاس (50) نمازیں نہیں پڑھ سکے گی لہٰذا آپ واپس جائیں اور اللہ کریم سے کم کروائیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلاَم کے مشورہ سے کچھ مرتبہ آپ صَلَّی اللہ

---

(5) "شرک" کی تفصیل (detail) جاننے کے لیے **Topic number:186,189** دیکھیں۔

عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم کی بارگاہ میں آتے جاتے اور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ(5) وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرمایا: کہ میرا قول (یعنی اللہ کریم کا فرمان) بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی اُمّت کے لیے یہ پانچ(5) نمازیں بھی پچاس(50) ہوں گی (یعنی نمازیں تو پانچ(5) پڑھیں گے مگر میں پچاس(50) نمازوں کا ثواب دونگا)۔

پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم کی نشانیاں، دیکھ کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیتُ المقدس سے براق پر بیٹھ کر مکّہ شریف واپس آ گئے۔ مکّے شریف پہنچ کر جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے معراج کا واقعہ قریش کے لوگوں کو سنایا تو وہ بہت حیران ہوئے (کہ رات کے کچھ حصّے میں بیتُ المقدس، آسمانوں اور اللہ کریم کے عرش کی سیر کس طرح ہو سکتی ہے اس میں تو کئی سال لگ جائیں گے) اور کچھ لوگوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور کچھ لوگوں نے امتحان (یعنی چیک کرنے) کے لیے بیتُ المُقدَّس (کی عمارت۔building) اور مکّے شریف سے وہاں تک کے) راستے کے بارے میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت سے سوالات کیے اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے تمام سوالات کے جوابات صحیح صحیح بتا دیے (یہاں تک کے اعتراض (یعنی اُلٹے سیدھے سوالات) کرنے والے خاموش ہو گئے)۔

(سیرت مصطفی، ص ۳۴۷، ۳۵۷ ملخصا مع بخاری و مسلم، شفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ و تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے ہمیں پتا چلا کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی اُمّت سے بہت محبّت فرماتے ہیں کہ آپ اُمّتیوں کی آسانی کے لیے بار بار اللہ کریم کے پاس حاضر ہوتے (یعنی جاتے) رہے اور پچاس (50) نمازوں کی پانچ(5) نمازیں کروادیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملنے والے اس تحفے (gift) کی قدر کریں (value it) اور روزانہ پانچوں نمازیں ادا کریں۔

حاضر وناظر:

{1} اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاضر وناظر بنایا ہے {2} حاضِر وناظِر ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے کسی مخلوق (creature) کا ایک ہی جگہ رہ کر تمام کائنات (یعنی زمین و آسمان وغیرہ) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (palm of the hand) کی طرح دیکھنا، قریب اور دُور کی آوازیں سُننا، ایک لمحے (secound) میں تمام کائنات (universe) کا چکر (revolving) لگالینا اور اگر کوئی بہت دور بھی ہو تب بھی اس کا مسئلہ حل کر دینا چاہے یہ جانا رُوحانی طور پر ہو یا مبارک جسم کے ساتھ (جاء الحق، ص۱۱۶، ماخوذاً)۔ {3} سمجھنے کے لیے ایک مثال یہ ہے کہ سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی کے ساتھ زمین میں ہر جگہ موجود ہے۔ میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ اپنے ظاہری جسم کے ساتھ مدینے شریف میں موجود ہیں لیکن اللہ کریم کی عطا سے ساری کائنات (universe) کو دیکھ رہے ہیں اور ہم پر کرم فرما رہے ہیں {4} حاضر وناظر کا یہ مطلب نہیں کہ حُضُورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظاہری جسم کے ساتھ ہر ہر جگہ موجود ہیں بلکہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ جگہوں پر بھی تشریف لے جاسکتے ہیں۔ (من عقائد اہل السنۃ، ص۳۱۸، ماخوذاً) {5} اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے روح نکالنے والے فرشتے ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام ایک ہی وقت دنیا میں مختلف جگہوں پر رہنے والوں کی روح، اُن کے جسموں سے نکال سکتے ہیں، قبر میں سوالات کرنے والے فرشتے منکر نکیر عَلَیْہِمَا السَّلَام ایک ہی وقت میں کئی لوگوں سے سوالاتِ قبر کرسکتے ہیں تو اللہ کریم کی عطا سے، اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر وناظر کیوں نہیں ہوسکتے؟

----

196 ”اونٹ رونے لگا“

ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک آدمی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک

اونٹ(camel) کھڑا ہوا زور زور سے آواز نکالنے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قریب جاکر اس کے سر پر اپنا محبّت بھرا ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک آدمی کا نام بتایا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فوراً اُسے بلوایا اور فرمایا کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو۔ تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، ج۶، ص۵۴۳ مُلخصاً) یعنی اُس آدمی کو سمجھا دیا کہ اِسے کھانے کو پورا دے اور کام کم لے۔

اس واقعے(incident) سے ہمیں معلوم ہوا کہ جانور بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جانتے ہیں، بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہماری سنتے ہیں اور ہمارے مسئلے حل کر دیتے ہیں۔

واللہ! وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اِتنا بھی تو ہو کوئی جو "آہ!" کرے دل سے

---

197 "نُور کا کِھلونا(Toy)"

حضرت عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ (جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چچا اور جنّتی صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے **رسولِ اکرم** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی: **یارَسُولَ اللہ** (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! مجھے تو آپ کے نبی ہونے کی نشانیوں (signs) نے اسلام کی طرف بُلایا، میں نے دیکھا کہ (بچپن(childhood) میں) آپ جُھولے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ (hint) فرماتے تو جس طرف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشارہ فرماتے چاند اس طرف جُھک جاتا۔ حُضُور پُر نُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ

سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور جب چاند اللہ کریم کے عرش[6] کے نیچے سجدہ کرتا، اس وقت میں اُس کی تَسْبِیْح کرنے (یعنی اللہ کریم کی پاکی بیان کرنے) کی آواز سنا کرتا تھا۔(الخصائص الکبریٰ ج ۱، ص ۹۱ ملخصاً)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے **مہد** میں (**مہد** یعنی جھولا)
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اس واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ ہمارے **آقا** کی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ کریم نے کیسی طاقت عطا فرمائی تھی کہ آپ بچپن میں اِشارے سے چاند کو جس طرف چاہتے لے جاتے تھے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان فرمایا اور آپ کی عمر تقریباً اڑتالیس (48) سال ہوگئی تو مکّے کے کافروں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھانے کا کہا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اِشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دِکھا دیا۔(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۱۸۱ ملخصاً)

---

198 ”قرآن و حدیث اور حاضر و ناظر نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ“

قرآنِ پاک اور حاضر و ناظر:

{1} يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ (۴۵)(پ ۲۲، الاحزاب، آیت ۴۵)

ترجمہ (Translation): اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں (شاہد) گواہ (بنا کر بھیجا) اور خوشخبری (good news) دینے والا اور ڈر سنانے والا۔(ترجمہ کنز العرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: شاہد کا ایک معنیٰ ہے ”حاضر و ناظر“۔(صراط الجنان ج ۸، ص ۵۲)

---

(6) ”عرش“ کی تفصیل (detail)، Topic number:225 میں پڑھیں۔

{2} ترجمہ (Translation) :اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمّت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ (witness) بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (شاہد) ہوں ۔(پ ۲، البقرۃ، آیت ۱۴۳) (ترجمہ کنز العرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم کے کرم سے نور نبوت (اپنی شان) سے ہر شخص کے حال (condition)، اس کے ایمان (faith) اور اُس کے اچھے بُرے اعمال اور دل میں موجود اخلاص (یعنی اللہ کریم کو خوش کرنے کی نیّتوں) وغیرہ، سب چیزوں کو جانتے ہیں۔(روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ج ۱، ص ۲۴۸ ماخوذاً) (خزائن العرفان)

احادیثِ مبارکہ اور حاضر وناظر:

{3} رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ کریم نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام اطراف، sides) کو دیکھ لیا۔(مسلم، ص ۱۱۸۲، حدیث: ۷۲۵۸) **{4}** حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ کریم نے میرے سامنے دنیا کو حاضر کیا، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قِیامت تک کے واقعات (incidents) کو اپنی اس ہتھیلی (palm) کی طرح دیکھ رہا ہوں۔(مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۵۱۰، حدیث: ۱۴۰۶۷)

---

199 ”سورج واپس آگیا“

ایک مرتبہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہیں دور سے آرہے تھے، راستے میں عصر کا وقت ہو گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عصر کی نماز پڑھی، اس کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے گھٹنے (knee) پر اپنا پیارا سر رکھ کر لیٹ گئے اور نیند آگئی۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، مگر ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر میں اپنا پاؤں ہٹاتا ہوں تو کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری نیند خراب (disturb) نہ ہو جائے، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے سر کو نہ

ہٹایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا(اور نماز کا وقت ختم ہو گیا)جب پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری آنکھ کھلی تو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنی نماز نہ پڑھنے کی بات بتائی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی تو سورج واپس آ گیا اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے نماز عصر پڑھ لی پھر سورج ڈوب(sun set ہو) گیا۔

(معجم کبیر، ج۲۴، ص۱۴۵، حدیث: ۳۸۲، الشفا، ج۱، ص۲۸۴)

اس حدیث شریف سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان بھی معلوم ہوئی کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایسی طاقت دی ہے کہ چاہیں تو سورج کو واپس بُلا لیں۔

---

200 "پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہرنی کی مدد فرمائی"

حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میدان میں تھے کہ کسی نے پکارا: یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)!، آپ نے اس طرف توجّہ (attention) کی لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی (female deer) جال میں بندھی ہوئی تھی(tied to a net) اس نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب ہو گئے اور پوچھا: تجھے کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی: اس پہاڑ پر میرے دو(2) بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں انہیں دودھ پلا کر آپ کے پاس واپس آجاؤں۔ آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم ایسا ہی کرو گی؟ اس نے عرض کی: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ پاک مجھے وہی عذاب(punishment) دے جو ظلماً ٹیکس لینے والوں کو دے گا۔ تو آپ نے اسے کھول دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس بھی آ گئی۔ آپ نے اسے دوبارہ باندھ دیا، شکاری یہ سب دیکھ رہا تھا اور وہ یہ سب دیکھ کر بہت متاثر(impressed) ہوا اور عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! آپ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو تو شکاری نے ہرنی کو کھول دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ

اللہ کریم کے علاوہ(except) کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبادت کی جاسکتی ہو اورآپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔(المعجم الکبیر،الحدیث: ۷۶۳، ج۲۲، ص۲۳۱، مُلخصاً)

اس واقعے(incident) سے ہمیں پتا چلا کہ جانور بھی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت (obedience) کرتے اورآپ کا حکم مانتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور اپنے کاموں کے لیے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مدد بھی مانگتے ہیں اورآپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی مشکلات(difficulties) دور بھی فرماتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیم (teaching) جانوروں پر ظلم کرنا نہیں بلکہ جانوروں پر رحم کرنا ہے۔

---

201 " ہم غریبوں کے مدد گار آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "

{1}اللہ کریم کے علاوہ(other) حقیقی طور پر، ذاتی طور پر(یعنی خود اپنی طاقت سے) کوئی مخلوق(creature) ، کسی کی مدد نہیں کر سکتی۔ مخلوق کتنی ہی عزّت والی (honorable)ہو، بزرگ ہو لیکن اللہ کریم کی محتاج ہے(یعنی اُسے اللہ کریم کی مدد کی ضرورت ہے){2} اللہ کریم نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ اس سے یوں دعا کریں :اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ(۴) (پ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۴) ترجمہ (Translation): ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں(ترجمہ کنزالعرفان) یعنی اے اللہ! حقیقی مدد کرنے والا بھی تو ہی ہے اور تیری اجازت اور مرضی کے بغیر کوئی بھی شخص کسی اور کی، کسی طرح کی مدد نہیں کر سکتا۔ مدد ظاہری ہو(مثلاً کسی کو کھانے کے لیے کچھ دینا) یا مدد باطنی ہو(مثلاً کسی کے وسوسے دور کر دینا)، یا مدد جسمانی ہو(مثلاً جسم پر لگی ہوئی چوٹ صحیح کر دینا) یا مدد روحانی ہو(مثلاً کسی کو جنّات وغیرہ سے بچالینا)، یعنی چھوٹی بڑی کسی طرح کی مدد اللہ کریم کے علاوہ(other) کوئی نہیں کر سکتا(صراط الجنان، ج۱، ص۴۶، مُلخصاً)۔ جو بھی کسی طرح کی مدد کرتا ہے وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے کرتا ہے{3} ہر انسان دوسرے سے مدد لیتا ہی ہے۔ پیدا ہونے سے موت

تک دوسروں سے مدد کی ضرورت ہر ایک شخص کو ہوتی ہے، ہر مسجد اور مدرسہ چندے کی صورت میں ملنے والی مدد سے ہی چلتا ہے مگر یہ سب حقیقی مدد نہیں {4} حقیقی مدد کا مطلب یہ ہے کہ جس سے مدد مانگی جائے اسے ذاتی طور پر یعنی ازخود قادر (یعنی قدرت والا، طاقت والا، مدد کرنے والا) سمجھا جائے اور وہ (کہ جو ذاتی طور پر، بغیر کسی کی مدد کیے خود مدد کر سکتا ہو،) صرف اور صرف اللہ کریم ہے کہ اُسے کسی کی ضرورت نہیں {5} اگر کوئی شخص کسی بھی مخلوق (creature) کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے (یعنی وہ اِس بات پر یقین (believe) رکھتا ہو) کہ وہ آدمی اللہ کریم کی مدد کے بغیر خود اپنی طرف سے مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو یقیناً یہ عقیدہ (belief) یا یہ یقین رکھنا "شرک" ہے {6} مسلمان اللہ کریم کے نیک بندوں کے بارے میں یہ عقیدہ (یا یقین) رکھتے ہیں کہ اَنْبِیَائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) اور اَوْلِیَائے کِرام (رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ)، اللہ کریم تک پہنچنے کے لئے واسطہ، وسیلہ ہیں (یعنی ان کی وجہ سے اللہ کریم ہم پر رحمت فرمائے گا، دنیا میں ہمارے مسائل حل فرمائے گا اور آخرت میں جنّت میں داخل فرمائے گا) (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۰۴ تا ۳۰۵، ماخوذاً) {7} مدد ظاہری ہو، کرنے والا زندہ ہو مگر حقیقی طور پر مدد فرمانے والا صرف اللہ کریم ہے۔ڈاکٹر بھی اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیت (ability) سے مدد کرتا ہے۔ہم دواء کھاتے ہیں لیکن اللہ کریم ہی شفاء دیتا ہے۔اسی طرح اَوْلِیَائے کِرام روحانی طور پر دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے مدد فرماتے ہیں، یہ مدد "عطائی" ہے، "ذاتی اور حقیقی" نہیں {8} انتقال کے بعد زندگی کے بارے میں اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور (یعنی سمجھ) نہیں (ترجمہ کنز العرفان) (پ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۴) {9} اللہ کریم نے وسیلہ (واسطہ) ڈھونڈنے کا حکم فرمایا، ترجمہ (Translation): اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (ترجمہ کنز العرفان) (پ ۶، مائدہ: ۳۵) {10} اللہ کریم کی شان بہت بڑی ہے اور وہ گناہ گاروں پر بہت کرم فرمانے والا

ہے، قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول (accept) کرنے والا مہربان پائیں (ترجمہ کنزالایمان)(پ۵، النساء: ۶۴) اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: کیا اللہ کریم خود معاف نہیں فرما سکتا تھا؟ بے شک وہ معاف کر سکتا ہے پھر یہ کیوں فرمایا کہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہو اور اللہ کریم کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم سے ہماری سفارش کریں تو ہمیں معافی ملے گی۔ یہی بات سمجھنے والی ہے کہ اللہ کریم ہی نے ہمیں اَنْبِیائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلام) اور اَوْلِیائے کِرام (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کے پاس جانے کا فرمایا۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۳۰۴تا۳۰۵، ماخوذاً) **{11} حدیث شریف کی بہت اہم کتاب (Important book) "ابنِ ماجہ" میں ہے کہ** ایک نابینا صحابی (کہ جن کی آنکھیں نہیں تھیں) کو وسیلے کے الفاظ خود حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتائے، انہیں حکم فرمایا کہ وُضو کریں اور اچّھا وُضو کریں اور دو (2) رَکْعَت نَماز پڑھ کر یہ دُعا کریں: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ ط **یَامُحَمَّدُ** اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ ط اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ط اے اللہ میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں اور وسیلہ (یعنی صَدَقَہ) پیش کرتا ہوں تیرے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جو نبیِّ رَحمت ہیں اور تیری طرف توجّہ (attention) کرتا ہوں۔ یا مُحَمَّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میں آپ کے ذَرِیعے سے اپنے ربّ کی طرف اپنی ضرورت پیش کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ یا اللہ! ان کی شَفاعت میرے حق میں قَبول (accept) فرما۔ حضرت عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: خدا پاک کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی نابینا (blind) ہی نہیں تھے! (ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۱۵۶ حدیث ۱۳۸۵، ترمذی ج ۵ ص ۳۳۶ حدیث ۳۵۸۹، اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱) **نوٹ: پیارے آقا** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دعا میں "یا محمد" (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے الفاظ بتائیں ہیں مگر بزرگانِ دین رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ادب (اور طریقہ) سکھایا ہے کہ ہم یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہیں گے۔ (فتاویٰ

رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۵۷، ۱۵۶ ماخوذاً)

---

202 ”سانپ کا زہر ختم ہو گیا“

جب مکّے شریف سے مدینے پاک جانے کا حکم ہوا تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ دونوں، ایک ساتھ جانے لگے۔ راستے میں جب ایک غار (cave) کے قریب پہنچے تو پہلے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اندر گئے اور صفائی کی، غار کے تمام سوراخوں (holes) کو بند کیا، ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ کر اس کو بند کیا، پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلایا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آئے اور حضرتِ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے گھٹنے (knee) سے اوپر سر رکھ کر سو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک سانپ، اُس سوراخ (hole) پر آیا جہاں صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاؤں کا انگوٹھا تھا اور اُس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو کاٹ لیا، آپ کو بہت تکلیف ہوئی مگر ذہن میں یہ بات آئی کہ کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری نیند خراب (disturb) نہ ہو جائے، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیارے سر کو نہ ہٹایا۔ جب بہت تکلیف ہوئی تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے، جب وہ آنسو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیارے پیارے چہرے پر گرے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جاگ گئے پھر ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے ساری بات بتا دی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُن کے پاؤں پر اپنا لُعاب (یعنی تھوک شریف) لگا دیا جس کی برکت (blessing) سے انہیں فوراً آرام آ گیا۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۵۸، تفسیر خازن، ج ۲، ص ۲۴۰، بہار شریعت، ج ۱، ص ۷۵، حصہ ۱)

اس حدیثِ پاک سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر (یعنی زیادہ) محبّت فرماتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے خوب محبّت کریں اور آپ کی سنّتوں پر چلیں۔

---

203 "لکڑی تلوار بن گئی"

حضرت عَبْدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی تلوار (sword) ایک جنگ میں ٹوٹ گئی تھی تو ان کو رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک کھجور کی شاخ (branch) دے کر فرمایا کہ "تم اس سے لڑو" وہ لکڑی حضرت عبدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک بہترین تلوار (sword) بن گئی۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب چھارم، ج۲، ص۱۲۳ ملخصًا)

اس حدیثِ مُبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو چاہیں، جیسا چاہیں کر سکتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے قصیدے (یعنی اپنی لکھی ہوئی نعت) میں پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں: اے تمام مخلوق (creatures) میں سب سے بڑے بزرگ، اللہ کریم نے اپنی نعمت کے خزانے (treasures) میں سے جو آپ کو دیا ہے، اس میں سے آپ مجھے بھی دیجئے اور اللہ کریم نے آپ کو خوش کیا ہے، آپ مجھے بھی خوش فرمادیجئے۔ میں آپ کی سخاوت (یعنی غریبوں کو دینے) اور عطا کی اُمید (hope) رکھتا ہوں (یعنی آپ مجھے دین و دنیا کی نعمتیں دیں) آپ کے سوا ابو حنیفہ (نعمان) کا مخلوق (creatures) میں کوئی نہیں۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۸۹، مطبوعہ کراچی)

اور امام شرف الدین رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے قصیدے (یعنی اپنی لکھی ہوئی نعت) میں پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کرتے ہیں: "اے تمام مخلوق سے بہتر میرا (ساری دنیا یعنی مخلوق میں) آپ کے علاوہ کوئی نہیں کہ مصیبت کے وقت، جن کی پناہ (shelter) لوں" (شرح الخرپوتی علی البردۃ ص۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

---

204 "قرآن و حدیث اور مدد"

قرآنِ پاک اور مدد:

{1}ترجمہ(Translation): تو بیشک اللہ خود ان کا مدد گار (یعنی مدد کرنے والا) ہے اور جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد گار (یعنی مدد کرنے والے) ہیں (ترجمہ کنزالعرفان)(پ۲۸،التحریم: ۴){2}ترجمہ(Translation): اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا(یعنی تم دینِ اسلام پر رہو گے (خازن ماخوذاً))(ترجمہ کنزالعرفان)(پ۲۶، سورۃ محمد، آیت :۷) {3} ترجمہ (Translation) :اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو(ترجمہ کنز العرفان) (پ۱، البقرۃ، آیت :۴۵){4}ترجمہ(Translation): تو بیشک اللہ تمہیں کافی (enough) ہے۔ وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعے تمہاری تائید (یعنی مدد) فرمائی (ترجمہ کنزالعرفان)(پ۱۰،الانفال:۶۴)

احادیثِ مبارکہ اور نیک لوگوں سے مدد:

{1} میرے رَحم دل اُمّتیوں سے حاجتیں (یعنی ضرورتیں) مانگو رزق پاؤ گے۔(الجامع الصغیر للسیوطی ص ۷۲ حدیث ۱۱۰۶)
{2} بھلائی اور اپنی حاجتیں (کام وغیرہ) اچّھے چِہرے والوں سے مانگو۔(المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۶۷ حدیث ۱۱۱۱۰)
{3} حدیثِ قدسی ہے (یعنی نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اللہ کریم کا فرمان سناتے ہیں) کہ: فَضْل (بھلائی) میرے رَحم دل بندوں سے مانگو، ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔ (مسندُ الشّہاب ج ۱ ص ۴۰۶ حدیث ۷۰۰){4} حضرت ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جنّت مانگی (مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحثّ علیہ، ص ۲۵۲، الحدیث: ۴۸۹، ۲۲۶ ماخوذاً)

مدد کے تعلق سے مزید(more):

{1} جب مدد لینا چاہے تو کہہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔(الحصن الحصین للجزری ص ۲۲ مطبوعہ مصر) علامہ علی قاری رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ: بندوں سے مراد یا تو فرشتے یا مسلمان یا جن یا ابدال (یعنی اَوْلِیَائے کِرام کی خاص قسم (special kind) کا نام) ہیں (کہ جن سے مدد مانگنے کا فرمایا گیا ہے)۔(الحرز الثمین شرح حصن حصین ص ۲۰۲ مطبوعہ عرب شریف)
{2} مصیبت دور کرنے کے لئے مخلوق (creatures) سے مدد لینا جائز ہے۔(تفسیر کبیر وروح البیان وخازن پ ۱۲، سورۃ

یوسف، آیت ۴۲)